رقصاں ہے کائنات

خالد نصر رابی

اللہ کے نام سے جو مہربان اور رحیم ہے

رقصاں ہے کائنات

خالد نصر راجہ

کتاب محبت کا درس دیتی ہے

خالدؔ نصر راجہ

موبائل:0300-8140589

ای میل:knraja50@gmail.com

ویب ایڈریس: dabistanekhalid.com

ایڈریس: فلیٹ نمبر A-114، عسکری ۵، نزد کلمہ چوک، گلبرگ III، لاہور

جب وہ ملی تو مل گئے دونوں جہاں مجھے
اس کی جھکی نگاہ میں رقصاں ہے کائنات

زیرِ مطالعہ کتاب شاعر میجر (ر) خالدؔ نصر راجہ کی ایماء پر شائع کی گئی ہے اور اس کے جملہ حقوق اور ذمہ داری انہی کو مستحسن ہے۔ ادارہ عکسِ نو کی ہمیشہ سے یہ کوشش رہی ہے کہ قارئین تک بہترین اور اغلاط سے پاک ادبی مواد پہنچایا جائے، اور اس ضمن میں ہر امکانی کوشش کو بروئے کار لایا جاتا ہے تاہم غلطی کی نشاندہی کا خیر مقدم کیا جاتا ہے تاکہ آئندہ اشاعت میں اس کی درستی کی جائے۔

(ادارہ)

paris\Maj
Khalid
oral-Doodle-3
not found.

رقصاں ہے کائنات

خالد نصر راجہ

عکسِ نو پبلیکیشنز
آفس نمبر G-12، ہادیہ حلیمہ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور
0321-4927749, 0300-6993429

عکسِ نو

استحقاق: تمام تصرفات ''خالد نصر راجہ'' کی تحویل میں ہیں

ناشر: عکسِ نو پبلیکیشنز

نمودِ اول: مارچ 2019ء

نام کتاب	:	رقصاں ہے کائنات
نام شاعر	:	خالد نصر راجہ
کمپوزنگ	:	محمد وقاص
قیمت	:	350 روپے
قیمت	:	10 ڈالر، 5 پاؤنڈ، 25 ریال (بیرونِ ملک)

عکسِ نو پبلیکیشنز

آفس نمبر G-12، ہادیہ حلیمہ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اُردو بازار، لاہور

0321-4927749, 0300-6993429

رقصاں ہے کائنات

اک میں ہی محوِ رقص نہیں، میرے ساتھ ساتھ
رقصاں ہے کائنات، تجھے دیکھنے کے بعد

خالد نصر راجہ

انتساب

اپنی والدہ محترمہ ثریا جبیں رائٹر (مرحومہ) کے نام

جس کی محبتوں سے میرے جہانِ دل پہ کہکشاؤں کا سایہ ہے۔

فہرست

☆ میجر خالد نصر کی اَدب پروری (ممتاز راشد لاہوری) 11

☆ میجر خالد نصر ایک خوبصورت شاعر اور طرح دار شخصیت (کنول فیروز) 13

1- ذکرِ خدا 15

2- نعتِ رسول مقبول ﷺ 17

3- سارا قصور کیسے کہوں بے وفا کا تھا 19

4- شاخوں پہ جھومتے ہوئے گل ہائے تر کہاں 21

5- کشتی بھنور میں ہو تو کنارا دکھائی دے 23

6- گُزرا یوں خامشی سے تیری رہ گزر سے میں 25

7- محفل میں آنسوؤں سے چراغاں کروں گا میں 27

8- چمکی میری حیات، تجھے دیکھنے کے بعد 29

9- پلکوں پہ اپنی اشک سجا کر رہوں گا میں 31

10- ہمراہ جانثار ترے یوں تو کم نہ تھے 33

11- وقت درکار ہے وحشت کو سکوں ہونے تک 35

12- فقط ناکامیوں سے قلب کو آباد رکھتا ہوں 37

13- اپنی تو ہو گئی ہے یہ حالت مہینوں سے 39

14- اُس کو بھی کسی طور قرار آئے تو اچھا 41

15- ٹل ہی جائے گی شامِ غم اپنی 43

16- جس راہ میں چراغ سرِ راہگزر نہیں 45

17-	نالاں ہے کس لئے مجھے اتنا بتا تو دے	47
18-	اُنہیں بھی ہو ہی جائے گی خبر، آہستہ آہستہ	49
19-	دلِ کم آرزو سایہ زلفِ بتاں چاہے	51
20-	خیال اُس کو آیا زمانے کے بعد	53
21-	برسے گا ابھی پیار کا بادل کوئی دن اور	55
22-	خود کو نہ اِس طرح بھی تماشا کرے کوئی	57
23-	تشنگی دل کی مِٹا لوں تو چلوں	59
24-	زخم ہائے دل کو اشکوں میں پرو لیتا ہوں میں	61
25-	تجھ سے شکوہ بھی اگر انجمن آرا نہ کیا	63
26-	نامرادوں کے لیے کتنی گراں ہے زندگی	65
27-	مرے دل کی اب ہے رسائی وہاں تک	67
28-	حشر اِک برپا ہوا تجھ سے جُدا ہونے کے بعد	69
29-	گرچہ اِک عمر اُس کو بسانے کو چاہیے	71
30-	بچھڑے ہوئے لوگوں کو قریں دیکھ رہا ہوں	73
31-	جس نے سفر کیا نہیں رہبر نہ بن سکا	75
32-	چھت آ پڑی تو دوڑ کے آنگن میں جائیں گے	77
33-	عہدِ ناپُرساں میں جینے کی دُعا دیتے ہیں	79
34-	دل زدوں سے نہ کر بہار کی بات	81
35-	کب گئیں بے قراریاں دل کی	83
36-	دُنیائے دوستی میں کسی سے بھی کم نہیں	85

37-	رہتا ہے ان دنوں تو بہت بے قرار دل	87
38-	کوہِ غم تیرا دل پہ آن گرا	89
39-	مُجھ پہ آخر مہرباں ہو ہی گیا	91
40-	اہلِ ساحل کو یوں عزمِ بیدار دو	93
41-	اے شبِ غم رنگ تیرے ہیں ہزار	95
42-	قافلے ہیں رواں بہاروں کے	97
43-	یہ سچ ہے کہ تُجھ سے میں بہت دور ہوں جاناں	99
44-	وقت جب بھی آپڑا ہے بے وفا پایا تُجھے	101
45-	جب ہوا تنہا بہت	103
46-	دل کی شادابی کا باعث وہ سراپا ہوگا	105
47-	جب بھی تیری گلی سے گُزرے ہیں	107
48-	جس طرف دیکھا، وہاں موجود ہے	109
49-	دل میں یادوں کی باس رہنے دے	111
50-	تقدیر میں ہماری کوئی چارہ گر نہیں	113
51-	دور منزل ہے راستہ دشوار	115
52-	ہم کو نہیں منظور یہ انکار کی باتیں	117
53-	یہ سچ ہے حوادث کے مارے ہوئے ہیں	119
54-	دل سی بات نہ دیکھی اس میں پاس ہے لیکن پاس نہیں	121
55-	تیری گلی سے درد کا ساماں مِلا مجھے	123
56-	جس دن سے ہم اسیرِ جمالِ بُتاں ہوئے	125

57-	کتنی گہما گہمی ہے، زندگی کے میلے ہیں	127
58-	اپنا پتہ وہ مجھ کو بتا کر نہیں گیا	129
59-	اب جو آرام، دل و جاں ہے وہ تڑپائے گا بھی	131
60-	جفا کار سے میں وفا چاہتا ہوں	133
61-	تم اپنا ذرا شیوۂ گفتار تو دیکھو	135
62-	غم میں تیری خوشی مِلا دی ہے	137
63-	سچ بولنے کی میں تو سزا کاٹتا رہا	139
64-	دلچسپی جن کو کُچھ بھی نہیں میری ذات میں	141
65-	خیالِ ترکِ تمنا کروں تو کیسے کروں	143

میجر خالدؔ نصر کی ادب پروری

(ممتاز راشدؔ لاہوری)

فروغِ ادب میں جہاں تخلیقی صلاحیتیں اہم کردار ادا کرتی ہیں وہیں ادبی محفلوں کا بھی بہت بڑا حصہ ہوتا ہے اور جو لوگ تسلسل کے ساتھ ادبی محفلوں کا انعقاد کرتے ہیں وہ اور بھی زیادہ لائقِ تحسین ہوتے ہیں۔ میجر (ر) خالدؔ نصر کا شمار ایسے ہی ادب پروروں میں ہوتا ہے۔ وہ 2015ء سے ماہانہ ادبی محفلوں کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں جو پہلے اُن کے دولت کدے (عسکری فائیو، نزد کلمہ چوک، گلبرگ III لاہور) میں بہت تزک و احتشام، شان و شوکت اور وقار کے ساتھ منعقد ہوتی تھیں اور پھر یہ پنجاب انسٹی ٹیوٹ آف لینگویج، آرٹ اینڈ کلچر (پلاک) متصل الحمراء کلچرل کمپلیکس (نزد قذافی سٹیڈیم لاہور) میں بھی ہونے لگیں۔ اُن کا حسنِ انتخاب بلکہ حسنِ کرم کہہ لیں کہ انھوں نے اپنی ادبی تنظیم ''بزم خالدؔ نصر'' کا سرپرست ''مابدولت'' کو منتخب کیا، یہ محفلیں اِسی ''بزم خالدؔ نصر'' کے زیرِ اہتمام ہی منعقد ہوتی رہیں۔ پھر یہ ہوا کہ میجر (ر) خالدؔ نصر صاحب نے ایک لائبریری بھی قائم کی اور اپنی والدہ محترمہ کے نام سے منسوب ''ثریا جبیں ریڈرز کلب'' قائم کیا اور اس طرح اپنے والدِ محترم کی یاد میں اُن کے نام سے منسوب ''نصر اللہ تھنکرز فورم'' بھی قائم کیا اور یوں عمومی ادبی نشستوں کے ساتھ ساتھ فروغ مطالعہ اور ملّی غور و فکر کی مجالس بھی منعقد ہونے لگیں۔

میجر (ر) خالدؔ نصر کا علمی و ادبی ذوق مسلمہ ہے۔ وہ لاہور کے کئی ایک ادبی حلقوں میں باقاعدگی سے شرکت کرتے ہیں۔ کاسمو پولیٹن کلب (باغِ جناح لاہور) سمیت بعض کلبوں کے مستقل رکن ہیں۔ روٹری کلب کی سرگرمیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے ہیں۔ اکادمی ادبیات (لاہور اور الحمراء آرٹس کونسل لاہور) نیز پاک ٹی ہاؤس لاہور، چوپال (لاہور) اور ایوانِ اقبال لاہور کے پروگراموں میں بھی اکثر نظر آتے ہیں۔ ہماری ادبی تنظیم ''ادارۂ خیال و فن لاہور'' کے بیشتر پروگراموں میں اُن کی شرکت رہتی ہے۔ اسی طرح بزم وارث شاہ، بزم انجم رومانی، بزمِ چغتائی، گلشنِ ادب، حلقۂ ارتقائے ادب، میواتی دنیا، بزم فاطمہ رضوی، جگنو انٹرنیشنل فورم اور دیگر کئی تنظیموں

کے مشاعروں میں بھی انہیں کلام سناتے ہوئے دیکھا اور سنا ہے۔اُن کی غزلیں سادہ مگر پُر کاری کا نمونہ ہیں اور جب وہ اپنے مخصوص انداز میں غزل پیش کرتے ہیں تو خوب داد پاتے ہیں۔انہیں گنگنانے کا شوق بھی ہے اور قریبی دوستوں کی محفل میں ان کی نغمہ سرائی سننے کے مواقع بھی مِلے ہیں۔ وہ محبت اور احترام کے ساتھ نظم وضبط اور رکھ رکھاؤ کے بھی قائل ہیں۔اکثر رسالوں میں اُن کا کلام بھی شائع ہوتا رہتا ہے۔ان کے لیے نیک تمناؤں اور کامیابیوں کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ بہت بہت محبت۔۔۔بہت بہت خلوص اور بہت بہت تحسین۔۔۔۔۔

(ممتاز راشدؔ لاہوری)

میجر خالد نصر ایک خوبصورت شاعر اور طرح دار شخصیت

(کنول فیروز)

میجر (ر) خالد راجا سے میری مدّت شناسائی ایک دہائی سے بھی زائد ہے۔ اُن سے پہلی ملاقات کس کے توسط سے ہوئی اور کہاں ہوئی کچھ یاد نہیں لیکن اتنا یاد ہے کہ وہ پہلی ہی ملاقات میں اتنے قریب ہو گئے اور اپنے اپنے سے لگنے لگے اور پھر یہ ملاقاتیں مخلصانہ دوستی کی شکل اختیار کر گئیں اور ہم ادبی تقریبات میں اکٹھے شریک ہونے لگے۔ بلکہ جس ادبی تقریب میں وہ مجھ سے پہلے پہنچ جاتے وہاں اپنے ساتھ والی نشست میرے لیے مخصوص قرار دیتے ہوئے ٹیلی فون پر پوچھتے کہ آپ کہاں ہیں؟ اور جب تک میں تقریب میں پہنچ نہ جاتا وہ میرا انتظار کرتے رہتے۔

جہاں تک اُن کی شاعرانہ صلاحیتوں کا تعلق ہے اُس کا ایک زمانہ معترف ہے۔ وہ ایک پڑھے لکھے شاعر ہیں۔ شاعری کے علاوہ مختلف اداروں میں مختلف موضوعات پر خطاب اور لیکچر دینے کے لیے بھی بُلایا جاتا ہے۔

عہدِ حاضر مختلف مسائل میں گھِرا ہوا ہے۔ میجر (ر) خالد نصر کیونکہ بنیادی طور پر غزل کے شاعر ہیں لیکن وہ اپنے اردگرد حبس زدہ ماحول اور آلامِ روزگار کی تلخیوں سے بھی کما حقہٗ آگاہ ہیں۔ لہٰذا جہاں اُن کے ہاں محبتوں اور حساس جذبوں کی تتلیاں رقص کرتی نظر آتی ہیں۔ وہاں انسانوں وملکوں کے ٹوٹتے رشتوں اور شعورِ حیات کی رعنایاں اور پرچھائیاں بھی جا بجا اپنا رنگ جمائے ہوئے ہیں۔ یوں یہ کہا جا سکتا ہے کہ میجر (ر) خالد نصر اکیسویں صدی کا نمائندہ اور بے باک شاعر ہے جس کی شاعری میں ہمہ نوع موضوعات کی رنگینیاں اپنی تمام تر دل آویزیوں کے ساتھ نغمہ سرا محسوس ہوتی ہیں اور کہیں یہ محسوس نہیں ہوتا کہ وہ زندگی کی گھمبیرتا سے تھک گیا ہو بلکہ اُس کی جمالیاتی قدریں اور

احساسات اُس کی شخصیت کو تر و تازہ رکھے ہوئے ہیں اور وہ انہیں سرشاریوں اور مستیوں سے مسرور و معمور ہو کر کلاسک اور جدّت کے امتزاج کے ساتھ سُخن وری کے چراغ روشن کئے ہوئے ہے۔ میں اس کی مزید فروغِ سُخن اور صحت و تندرستی کے ساتھ درازی عمر کی دعا کرتا ہوں۔ آمین

بندۂ محبت

کنول فیروز

477۔ جہاں زیب بلاک،

جرنلسٹ کالونی، علامہ اقبال ٹاؤن،

لاہور

0301-4123707

ذکرِ خُدا

ذکرِ خدا ہر ذکر سے افضل
فِکرِ خدا ہر فکر سے افضل

ذکرِ خُدا تسکینِ دل و جاں
ذکرِ خُدا ہر درد کا درماں

ذکرِ خُدا راحت کا ساماں
ذکرِ خُدا رحمت کا گُلستاں

ذکرِ خُدا تعلم نبی ﷺ ہے
ذکرِ خدا تعظیمِ نبی ﷺ ہے

ذکرِ خدا برکت کا سبب ہے
ذکرِ خدا میں لُطف عجب ہے

☆☆☆☆☆☆☆

نعتِ رسولِ مقبول ﷺ

اس لئے ٹھنڈی ہوا آجاتی ہے سینے کی طرف
دل میں اِک کھڑکی جو کھُلتی ہے مدینے کی طرف

چل پڑا ہوں میں اسی اُمید پر لہروں کے ساتھ
کاش آقاؐ کی نگاہیں ہوں سفینے کی طرف

کملی والے کے لب و لہجہ میں تھی جو چاشنی
کیوں نظر جاتی نہیں اُس خزینے کی طرف

خود بخود ہوتی ہے اک خوشبو فضاؤں کے سپرد
جب ہوائیں جاتی ہیں اُن کے پسینے کی طرف

میرے ہونٹوں پہ محمد ﷺ مُصطفٰے کا نام ہے
بڑھ رہا ہوں میں خودی کا جام پینے کی طرف

جس کو سرکارِؐ دو عالم نے تھا اپنایا ہوا
لازمی ہے لوگ آئیں اُس خزینے کی طرف

کاش خالدؔ دیکھ پاؤں، زندگی میں ایک بار
سبز گنبد کے سُنہری آبگینے کی طرف

☆☆☆☆☆☆☆

سارا قصور کیسے کہوں بے وفا کا تھا
شاید ہمارا دل بھی تو عادی جفا کا تھا

ہم نے جو اُس کے سامنے سر کو جھُکا دیا
یہ فیصلہ بھی اپنے دلِ مبتلا کا تھا

غیروں سے کیا شکایتیں، غیروں سے کیا گِلہ
بربادیوں میں ہاتھ بھی اِک آشنا کا تھا

جس وقت سر اُٹھایا تھا سیلاب نے یہاں
منظر ہمارے سامنے اِک کربلا کا تھا

قسمت میں تیری آج ہے راتوں کو جاگنا
جس کو مٹایا تو نے وہ پیکر وفا کا تھا

منزل اسی لیے میرے قدموں میں آ پڑی
میں مطمئن تھا، مُجھ کو بھروسہ خُدا کا تھا

ہونے لگی صبح تو تمہیں نیند آ گئی
خالدؔ یہی تو وقت خُدا سے دُعا کا تھا

☆☆☆☆☆☆☆

شاخوں پہ جھومتے ہوئے گُل ہائے تر کہاں
آتی ہے اب چمن میں نسیمِ سحر سے کہاں

کہہ دوں جو دل کی بات اُسے مان جائے وہ
میری زبانِ شوق میں اتنا اثر کہاں

پوشیدہ اک سکون تھا اُس اضطراب میں
سر پھوڑنے کو اب وہ ترا سنگِ در کہاں

دیکھا ہے جب سے تُجھ کو ترے ہو کے رہ گئے
پڑتی ہے اب ہماری کسی پر نظر کہاں

کیسی خلش سی ہے مرے قلب و جگر کے پاس
پیوست ہو گیا ترا تیرِ نظر کہاں

خالدؔ کسی کی یاد میں رہتے ہیں اشکبار
دل میں ہمارے اب ہے خوشی کا گُزر کہاں

☆☆☆☆☆☆☆

کشتی بھنور میں ہو تو کنارا دکھائی دے
یوں بھی ہو کاش تیرا سہارا دکھائی دے

آنکھوں میں بس گئے ہو ہماری کچھ اس طرح
ہر آئینے میں عکس تمہارا دکھائی دے

دیکھوں اگر اُمید کے ساحل کی سمت میں
بکھرے غموں کا ایک ہی دھارا دکھائی دے

میں کھو گیا ہوں یاد میں اُس کی کچھ اس طرح
مجھ کو وہ شخص جان سے پیارا دکھائی دے

تاریکیاں ہیں چار سو پیشِ نظر مرے
روئے فلک پہ چاند ستارا دکھائی دے

چہرہ تھا ماہتاب سا آنکھیں تھیں نیلگوں
منظر وہ کاش مُجھ کو دوبارا دکھائی دے

لگتا ہے پورے شہر میں خالدؔ دُکھی ہیں سب
ہر شخص جیسے درد کا مارا دکھائی دے

☆☆☆☆☆☆☆

گُزرا یوں خامشی سے تیری رہ گزر سے میں
مایوس ہو گیا تیرے لطفِ نظر سے میں

محسوس ہو رہا ہے پسِ ترکِ آرزو
اِک برگِ خشک ہوں کہ گِرا ہوں شجر سے میں

سوچا تو تھا کہ صورتِ حالات کہہ سکوں
خاموش ہو گیا ہوں زمانے کے ڈر سے میں

یہ اور بات ہے کہ مرے بس میں کچھ نہیں
کرتا تو ہوں گریز تیری رہ گزر سے میں

سجدے بہت سے تھے کہ مِری جان پہ قرض
سر کو اُٹھا سکا نہ ترے سنگ در سے میں

خالدؔ خیالِ ترکِ تمنا نہیں قبول
واقف ہوں گرچہ پیچ و خمِ رہ گزر سے میں

☆☆☆☆☆☆☆

محفل میں آنسوؤں سے چراغاں کروں گا میں
یوں اہتمامِ جشنِ بہاراں کروں گا میں

اُن کو دل و نگاہ میں رقصاں کروں گا میں
آرائشِ خیال کا ساماں کروں گا میں

پھر مندمل ہوا ہے میرے دل کا داغ داغ
پھر دعوتِ نگاہِ غزالاں کروں گا میں

آنے لگا ہے آنکھ میں مرے جگر کا خون
دامن کو اپنے رشکِ گُلستاں کروں گا میں

پھر زندگی ہے ذوقِ حوادث میں گامزن
قطرے کو موج، موج کو طوفاں کروں گا میں

تجھ سے ترے خیال سے فرصت نہ مل سکے
یوں زندگی کے درد کا درماں کروں گا میں

دل میں چھُپا کے اپنی تمنا کا گُلستاں
خالدؔ خیالِ حلقۂ یاراں کروں گا میں

☆☆☆☆☆☆☆

چمکی میری حیات، تجھے دیکھنے کے بعد
روشن ہوئی ہے رات، تجھے دیکھنے کے بعد

اِک میں ہی محوِ رقص نہیں، میرے ساتھ ساتھ
رقصاں ہے کائنات، تجھے دیکھنے کے بعد

شاید تمہارا نام، لکیروں میں ہو کہیں
میں دیکھتا ہوں ہاتھ، تجھے دیکھنے کے بعد

پھولوں پہ بے سبب نہیں، فطرت کے آب و رنگ
ثابت ہوئی یہ بات، تجھے دیکھنے کے بعد

میں شوقِ اضطراب میں حد سے نہیں بڑھا
کی میں نے احتیاط تجھے دیکھنے کے بعد

اب زندگی کی کوئی تمنّا نہیں مُجھے
مجھ کو ہوئی ہے مات تُجھے دیکھنے کے بعد

خالدؔ یہ کیسا موڑ ہے، آیا حیات میں
اب غم ہیں میرے ساتھ، تُجھے دیکھنے کے بعد

☆☆☆☆☆☆☆

پلکوں پہ اپنی اشک سجا کر رہوں گا میں
یادوں کا اِک چراغ جلا کر رہوں گا میں

کرنا مُجھے ہے دورِ بہاروں کا انتظار
گلشن کو رنگ و بو سے سجا کر رہوں گا میں

میں اپنے راستے کو بھی منزل بناؤں گا
مُشکل نہیں یہ کام دکھا کر رہوں گا میں

جو کشتِ آرزو کو گُلوں سے نکھار دے
آنکھوں سے گوہر ایسے بہا کر رہوں گا میں

بیتے گی اب نہ درد کے سائے میں زندگی
راہِ وفا میں پھول کھِلا کر رہوں گا میں

پرچم محبتوں کا اُٹھانا ہے، میرا کام
نفرت کی ہر چٹان گِرا کر رہوں گا میں

خالدؔ میں اُس کو دل سے بھُلا دوں گا، دیکھنا
یادوں کے سارے زخم مِٹا کر رہوں گا میں

☆☆☆☆☆☆☆

ہمراہ جانثار ترے یوں تو کم نہ تھے
لیکن ترے شریکِ سفر ایک ہم نہ تھے

کرتے ہیں لوگ سہمے ہوئے یوں رُتوں کا ذکر
جیسے رُتوں میں پہلے کبھی زیرو بم نہ تھے

تو نے بھی دے دیے مجھے تنہائیوں کے درد
کانٹے غمِ حیات کے پہلے بھی کم نہ تھے

شاید اُسے بھی وقت نے ہشیار کر دیا
باتوں میں اُس کی اتنے کبھی پیچ و خم نہ تھے

خالدؔ نہ دل کے داغ نمایاں کرو یہاں
راہِ وفا میں کب کہیں رنج و الم نہ تھے

☆☆☆☆☆☆☆

وقت درکار ہے وحشت کو سکوں ہونے تک
کون رہتا ہے یہاں آخری خوں ہونے تک

زیست جو کرب سے گُزرے تو کوئی بات نہیں
وصل کو روک دیا، ہجر کے یوں ہونے تک

پرچم حق و صداقت کو رکھو تابندہ
اپنی شورش زدہ وادی میں سکوں ہونے تک

جانے کیا کیا نہ مرے دل پہ گُزر جائے گی
آشکار اُن پہ مِرا حالِ زبوں ہونے تک

عشق میں ہم نے یہی ایک ہُنر سیکھا ہے
رابطہ رکھیں گے تکمیلِ جنوں ہونے تک

پھر کہیں ہوش میں آتا ہوں، بڑی دیر کے بعد
ہوش رہتا ہے مُجھے، مُجھ پہ فُسوں ہونے تک

اُن کو کس نام سے آخر میں پُکاروں خالدؔ
وہ تو ہنستے ہیں مِری بات کا خوں ہونے تک

☆☆☆☆☆☆☆

فقط ناکامیوں سے قلب کو آباد رکھتا ہوں
میں اپنے مہربانوں کے کرم سب یاد رکھتا ہوں

اُجالا ڈھونڈتا ہوں دہر کے تاریک منظر میں
طبیعت کو بہر انداز یوں میں شاد رکھتا ہوں

خدا کی ذات پر رکھتا ہوں پورا اعتماد اپنا
اگرچہ اپنے گھر کی ریت پر بنیاد رکھتا ہوں

چھپا لیتا ہوں سینے میں ستم احباب کے لیکن
بس اپنے دل کو حزن و خوف سے آزاد رکھتا ہوں

ضرورت ہی نہیں ہے دشمنوں کی کچھ مجھے خالدؔ
میں اپنے ساتھ ایک طبعِ ستم ایجاد رکھتا ہوں

☆☆☆☆☆☆☆

اپنی تو ہو گئی ہے یہ حالت مہینوں سے
حال اپنا پوچھتا ہوں میں دل کے مکینوں سے

اعلانِ حق کروں گا سرِ دار دوستو
گھبراؤں گا نہیں میں کبھی نکتہ چینوں سے

وہ کیسے دل کی بات سمجھ پائیں گے یہاں
واقف نہیں جو لوگ ادب کے قرینوں سے

کیسی وفا، کہاں کی مروّت، کہاں کا پیار
ایسی روایتیں تو ہیں منسوب سینوں سے

خالدؔ نہاں ہے دل میں خزانہ حیات کا
کیا مِل سکے گا ہم کو جہاں کے خزینوں سے

☆☆☆☆☆☆☆

اُس کو بھی کسی طور قرار آئے تو اچھا
اے کاش مرا دل بھی بہل جائے تو اچھا

کب تک میں خیالوں میں ترے گُم رہوں آخر
نشہ یہ میرے دل سے اُتر جائے تو اچھا

صحرا میں کسی طور بھی آواز نہیں ہے
نغمات میرا یار کوئی گائے تو اچھا

اِک روز تو وہ شخص، مُجھے چھوڑ ہی دے گا
اس دل کو کوئی اور ہی اب بھائے تو اچھا

اِس دل کو میں سمجھاتا ہوں، شاید وہ سمجھ جائے
دھوکہ نہ کسی شخص سے یہ کھائے تو اچھا

جو دل میں لئے پھرتا ہے وہ، بغض و عداوت
اے کاش محبّت میں بدل جائے تو اچھا

خالدؔ تو مرے واسطے، بس ایک دُعا کر
اس دل میں کوئی یاد نہ اب آئے تو اچھا

☆☆☆☆☆☆☆

ٹل ہی جائے گی شامِ غم اپنی
مُضطرب کیوں ہے چشمِ نم اپنی

جو رقم ہو سکی نہ، کاغذ پر
تھی وہ روداد، بیش و کم اپنی

دیکھ دُنیا نہ جان جائے کہیں
وہ جو روداد ہے بہم اپنی

اُن پہ کوئی اثر نہیں ہوتا
بات کب تک سُنائیں ہم اپنی

کیوں نہ لوٹ جائیں، سوئے حرم
بات سُنتے نہیں صنم اپنی

گرچہ خالدؔ مِلا وہ چاہت سے
بے کلی ہو سکی نہ کم اپنی

☆☆☆☆☆☆☆

جس راہ میں چراغ سرِ راہگزر نہیں
اِک مستقل سزا ہے اگر ہمسفر نہیں

ہم اہلِ دل ہیں، جائیں کہاں، اُٹھ کے بزم سے
کوئی سبیل بھی تو یہاں کارگر نہیں

تنہا میں مُشتِ خاک ہوں، کوئی نہیں یہاں
اتنے بڑے جہاں میں مرا کوئی گھر نہیں

مقتل بنا ہوا ہے خدایا کیوں میرا ملک
لاشیں پڑی ہوئی ہیں، شانوں پہ سر نہیں

دیوار ایک سیسہ پلائی ہوئی ہوں میں
نزدیک میرے دوستو، خوف و خطر نہیں

سائے کی ہے تلاش، وہ ملتا نہیں کہیں
یہ دشت ہے یہاں تو دیوار و در نہیں

جس بزم میں خلوص و وفا کا اُڑے مذاق
خالدؔ ہمارا ایسی جگہ پر گُزر نہیں

☆☆☆☆☆☆☆

نالاں ہے کس لئے مجھے اتنا بتا تو دے
آ کر کبھی خیال میں اپنا پتا تو دے

جس سے مری وفا کو بھی ہو روشنی عطا
صدیوں سے منتظر ہوں مجھے وہ صدا تو دے

میں کب سے کر رہا ہوں بکھرنے کی آرزو
لیکن مرا وجود مجھے راستہ تو دے

کیسے کٹیں گی راہِ طلب کی مسافتیں
مجھ کو شبِ فراق کوئی مشورہ تو دے

پھر سر پھِری ہوا سے بھی کر لُوں گا گفتگو
اِک بار میرے ہاتھ میں جلتا دیا تو دے

خالدؔ مِرے وجود سے پھوٹے گی روشنی
لیکن کوئی چراغ سمجھ کر جلا تو دے

☆☆☆☆☆☆☆

اُنہیں بھی ہو ہی جائے گی خبر، آہستہ آہستہ
دِکھائے گی محبت جب اثر ، آہستہ آہستہ

چلے آئیں گے اپنے آپ ہی وہ دل کی دُنیا میں
کھُلے گا اپنے شعروں کا ہُنر، آہستہ آہستہ

بظاہر بے سروسامان ہوتے ہیں یہ دل والے
مگر تعمیر ہو جاتا ہے گھر، آہستہ آہستہ

کٹے گی یہ شبِ تاریک، جذبِ دل سلامت ہو
ہماری سمت آئے گی سحر، آہستہ آہستہ

سنبھالو خود کو وہ ہے منزلِ عرفان اے خالدؔ
اُٹھاؤ بھی تو اُس جانب نظر، آہستہ آہستہ

☆☆☆☆☆☆☆

دلِ کم آرزو سایۂ زلفِ بتاں چاہے
توجہ آپ کی میرا دل آفتِ نشاں چاہے

بہت مشکل ہے عملی زندگی کی دھوپ سے بچنا
بظاہر ہر کوئی یاں سایۂ ابرِ رواں چاہے

تری خواہش ہزاروں خواہشوں میں گم نہ ہو جائے
بتا دے کون سی تصویر زیرِ آسماں چاہے

تمنا اور حصولِ آرزو میں فرق ہوتا ہے
بھلا وہ کیسے ہو جو یہ دلِ نا مہرباں چاہے

ہم ایسے لوگ خالدؔ دُنیا داری کیسے کر پائیں
خلافِ طبعِ فطرت ہم سے جو عصرِ رواں چاہے

☆☆☆☆☆☆☆

خیال اُس کو آیا زمانے کے بعد
ہوئے زخم تازہ دِکھانے کے بعد

منا لو، منا لو، منا لو اُسے
کہ آتا نہیں کوئی جانے کے بعد

تمہاری محبّت، اثاثہ ہے دل کا
حقیقت بھی سُن لو فسانے کے بعد

عجب سوچ تھی، آئے پروانے بھی
جلے گی شمع رات جانے کے بعد

ہمیشہ مِلا ہے مجھے حوصلہ
نئے سے نیا زخم کھانے کے بعد

میرا مان کچھ اور بھی بڑھ گیا
غزل اُس کو اپنی سنانے کے بعد

محبّت میں خالؔد، یہ امکان ہے
وہ خود روٹھ جائیں منانے کے بعد

☆☆☆☆☆☆☆

برسے گا ابھی پیار کا بادل کوئی دن اور
رکھیں گے نگاہوں میں یہ جل تھل کوئی دن اور

اے ہم سخنو ٹھہرو، ابھی رُت نہیں بدلی
دُکھ کا ابھی سہنا ہے ہمیں پل کوئی دن اور

یہ دل تو فُسوں گر ہے، زمانے کو پتہ ہے
کھینچے گی تجھے پیار کی دلدل کوئی دن اور

رُخ کالی گھٹاؤں نے ابھی تک نہیں بدلا
رہنے دو ابھی شانوں پہ آنچل کوئی دن اور

مقتل کی روایت ہی نہ مِٹ جائے کسی دن
بڑھتے رہے گر جانبِ مَقتل کوئی دن اور

رہنا ہے مُجھے اور بھی کچھ روز یہیں پر
رہنی ہے میرے دل میں یہ ہلچل کوئی دن اور

ہٹتا نہ نگاہوں سے، ابھی سُرمئی موسم
رہتا تیری آنکھوں میں یہ کاجل کوئی دن اور

پھر روگ کوئی دوسرا، لگ جائے گا خالدؔ
رہنا ہے یہی دردِ مسلسل کوئی دن اور

☆☆☆☆☆☆☆

خود کو نہ اِس طرح بھی تماشا کرے کوئی
جو ہو نہ پائے اُس کی تمنا کرے کوئی

جس پر مَلک بھی رشک کریں آسمان پر
کچھ کام تو جہاں میں ایسا کرے کوئی

کب سے کھُلا ہوا ہے درِ آرزوئے دل
شاید کہ اس طرف کا ارادہ کرے کوئی

مُنصف تو خود بھی شاملِ الزام ہے یہاں
اب مُنصفی کا کس سے تقاضا کرے کوئی

خالدؔ اگر وفا ملے احباب سے تو پھر
غیروں کی سمت کس لیے دیکھا کرے کوئی

☆☆☆☆☆☆☆

تشنگی دل کی مِٹا لوں تو چلوں
اُس کو آنکھوں میں بسا لوں تو چلوں

دھوپ ہے تیز، غمِ دہر کی لیکن
میں کوئی شعر سُنا لُوں تو چلوں

ہوش نے تو میرے کام میں آنا ہی نہیں
خود کو دیوانہ بنا لوں تو چلوں

وہ میری روح میں ہے پنہاں، پنہاں
اُس کو سانسوں میں بسا لوں تو چلوں

یہ تمنا ہے کہ دل میں کوئی حسرت نہ رہے
اُس کے احسان اُٹھا لوں تو چلوں

اپنی پہچان میری، سب سے الگ ہے خالدؔ
خود کو دنیا سے بچا لوں تو چلوں

☆☆☆☆☆☆☆

زخم ہائے دل کو اشکوں میں پرو لیتا ہوں میں
آنسوؤں کو اپنے غزلوں میں سمو لیتا ہوں میں

پڑتے رہتے ہیں دلِ ناکام پر کتنے ہی داغ
اپنے اشکوں سے مگر ہر داغ دھو لیتا ہوں میں

انجمن شعر و سخن کی گرم ہو جاتی ہے جب
دردِ دل کو اپنے شعروں میں سمو لیتا ہوں میں

کچھ نہ کچھ تو چاہیے مجھ کو اذیت کے لیے
اپنے دل میں خار ہی غم کے چبھو لیتا ہوں میں

یہ مری سادہ مزاجی ہے کہ ہے دیوانگی
ہر کسی کے ساتھ خاموشی سے ہو لیتا ہوں میں

تھک ہی جاتا ہوں میں خالدؔ جس گھڑی آلام سے
مُسکرا کر سیج پر کانٹوں کی سو لیتا ہوں میں

☆☆☆☆☆☆☆

تجھ سے شکوہ بھی اگر انجمن آرا نہ کیا
میری بے لوث محبت نے گوارہ نہ کیا

داغِ دل ہم نے سرِ شام جلائے لیکن
ان چراغوں نے بھی اس گھر میں اُجالا نہ کیا

جب سے اُٹھی ہے جبیں آپ کے سنگِ در سے
نہ کیا ہم نے کبھی، لوٹ کے سجدہ نہ کیا

ہم تھے خاموش، سرِدار بھی خاموش رہے
جان دے دی پہ ، تیرے پیار کو رُسوا نہ کیا

لوگ ہم سادہ مزاجوں کی قسم کھاتے ہیں
تو نے کچھ پاسِ محبت بھی ہمارا نہ کیا

بے کسی روئی لپٹ کر شبِ تنہائی سے
دل نے لیکن تیرے کوچے کا ارادہ نہ کیا

☆☆☆☆☆☆☆

نامرادوں کے لیے کتنی گراں ہے زندگی
زندگی کا نام ہے لیکن کہاں ہے زندگی

ایک اِک لمحہ ہمارا آزمائش ہے یہاں
ہم تو یہ سمجھے ہوئے ہیں امتحاں ہے زندگی

ختم ہونے کو کسی عنواں نظر آتی نہیں
یوں سمجھئے داستاں در داستاں ہے زندگی

اُس کے دامن میں حوادث بھی تو ہیں خوشیوں کے ساتھ
مہرباں ہے زندگی، نا مہرباں ہے زندگی

ہے برائے اہلِ زر یہ محفلِ عیش و طرب
دل زدوں کے واسطے بارِ گراں ہے زندگی

ہیں نظر کے سامنے ہر دم سراب اندر سراب
دشت میں بھٹکا ہوا اِک کارواں ہے زندگی

تھی کبھی یہ داستانِ مے وشاں اپنی حیات
اب کہاں افسانۂ حُسن بُتاں ہے زندگی

زندگی سے بڑھ کے نعمت دوسری کوئی نہیں
نعمتِ عظمیٰ جہاں میں بے گماں ہے زندگی

ہم نے تو پایا ہے خالدؔ اس کو تکلیفوں کا گھر
کون کہتا ہے کہ یہ دارالاماں ہے زندگی

☆☆☆☆☆☆☆

مرے دل کی اب ہے رسائی وہاں تک
پہنچا نہیں کوئی وہم و گماں تک

بظاہر تو سب لوگ، یکجا یہاں ہیں
مگر فاصلے ہیں، یہاں سے وہاں تک

مِٹایا ہے ظالم نے کچھ ہم کو اپنے
نہیں اپنا مِلتا کہیں بھی نشاں تک

جُدائی میں گرچہ جلے جان و دل بھی
مگر اب تو باقی نہیں ہے، دھواں تک

سُنا ہے، وہ سُنتا ہے، سب کی دُعائیں
رسائی مری ہو نہ پائی وہاں تک

کہیں تھک نہ جائے وہ سُن کر کہانی
مِری بات پہنچی ہے آہ و فغاں تک

ہے خالؔد عجب اُن کی نازک مزاجی
جو اب آ گئی، میرے حُسنِ بیاں تک

☆☆☆☆☆☆☆

حشر اِک برپا ہوا تجھ سے جُدا ہونے کے بعد
جانے اب کیا ہو گا تجدیدِ وفا ہونے کے بعد

بوجھ جو سینے میں تھا اپنے وہ ہلکا ہو گیا
مطمئن ہیں قرضِ اُلفت کے ادا ہونے کے بعد

بے وفائی نے تمہاری ہم کو حیراں کر دیا
اور بھی اچھے لگے تم بے وفا ہونے کے بعد

بے وفا لوگوں سے ہرگز دوستی اچھی نہیں
اصلیت ہم پر کھُلی بے آسرا ہونے کے بعد

رونقیں جتنی ہیں خالدؔ اُس کی آوازوں سے ہیں
سازِ ہستی کچھ نہیں ہے بے صدا ہونے کے بعد

☆☆☆☆☆☆☆

گرچہ اِک عمر اُس کو بسانے کو چاہیے
پھر اِک حیات اُس کو بھُلانے کو چاہیے

کب تک پھروں گا، شہرِ تمنّا میں دربدر
میرا خیال کُچھ تو زمانے کو چاہیے

ہے عزم دل میں اُس کو منانے کے واسطے
کچھ حوصلہ بھی اُس کو منانے کو چاہیے

اندر کا زخم، دیکھ وہ سکتا نہیں مگر
ظاہر کا ہر اِک زخم دِکھانے کو چاہیے

دل کو ترے خیال کی ہے، اس لئے طلب
تیرا خیال مصرع بنانے کو چاہیے

گرچہ مری خطا کی سزا ہے بہت مگر
گُلشن میں کوئی پھول کھِلانے کو چاہیے

☆☆☆☆☆☆

بچھڑے ہوئے لوگوں کو قریں دیکھ رہا ہوں
انگشتریٔ جاں میں نگیں دیکھ رہا ہوں

اس عہد کے حالات سے ہر اِک ہے پریشاں
ہر شخص کو اب چیں بہ جبیں دیکھ رہا ہوں

اب سر کو چھپانے کو جگہ بھی نہیں ملتی
فٹ پاتھ پہ لوگوں کو مکیں دیکھ رہاہوں

ہر چاند اُجالے سے ہوا جاتا ہے محروم
حیراں ہر اک زہرہ جبیں دیکھ رہا ہوں

خالدؔ مجھے گھیرا ہے فقط وہم و گماں نے
بکھرا ہوا سامانِ یقیں دیکھ رہا ہوں

☆☆☆☆☆☆☆

جس نے سفر کیا نہیں رہبر نہ بن سکا
کوشش سے کوئی شخص سخن ور نہ بن سکا

بکھرا جو ایک بار وہ کیسے بنے گلاب
اُجڑا جو ایک بار تو پھر گھر نہ بن سکا

اِک بار وہ مِلا، مِرے اندر اُتر گیا
پھر نقش کوئی بھی مرے دل پر نہ بن سکا

جوہر اگر نہ ہو تو نہیں کوئی کُچھ یہاں
ہر سنگ اپنی ذات میں گوہر نہ بن سکا

اُترا کبھی جو بحر میں، اُس کو مِلی مراد
ساحل پہ جو رہا، وہ شناور نہ بن سکا

خالدؔ محل سبھی نے بنائے تو ہیں مگر
ہم سے تو ایک خانۂ بے در نہ بن سکا

☆☆☆☆☆☆☆

چھت آ پڑی تو دوڑ کے آنگن میں جائیں گے
اِس چلچلاتی دھوپ میں سر کیا چھپائیں گے

کب تک رہیں گی منزلیں دامِ خیال میں
کب تک غبارِ راہِ تمنّا اُڑائیں گے

یوں ہو کہ لہلہائے کبھی کشتِ آرزو
محرومیوں کی فصل کہاں تک اُٹھائیں گے

یہ زندگی بھی ہنس کے پکڑے گی میرا ہاتھ
میری طرف جو دیکھ کے وہ مُسکرائیں گے

ہر خواب کے عقب میں ہے خوابِ دگر نہاں
کیونکر حقیقتوں کا پتہ ہم لگائیں گے

اُلجھیں گے نوکِ خار سے گر جیب و آستیں
کچھ پھول بھی تو ٹوٹ کے دامن میں آئیں گے

☆☆☆☆☆☆☆

عہدِ نا پُرساں میں جینے کی دُعا دیتے ہیں
جو مجھے حرفِ محبت کی سزا دیتے ہیں

میری نظروں میں ہیں وہ لوگ سزا کے قابل
صحنِ گُلشن جو دیوار بنا دیتے ہیں

تو جو بدلا ہے تو احساس ہوا ہے ہم کو
حادثے جینے کا انداز سِکھا دیتے ہیں

اُن کا اندازِ محبت بھی انوکھا ہے کہ جو
خواب آنکھوں سے مرے دل میں بٹھا دیتے ہیں

ہم تو اخلاص کے بندے ہیں جہاں میں خالدؔ
پھول کی طرح سے زخموں کو رِدا دیتے ہیں

☆☆☆☆☆☆☆

دل زدوں سے نہ کر بہار کی بات
ذکر پھولوں کا ہو کہ خار کی بات

آپ غصے میں آ گئے فوراً
نرم لہجے میں کی ہے پیار کی بات

جس میں رہتا ہے وہ مرا محبوب
مجھ سے مت پوچھ اُس دیار کی بات

جس میں دنیا ہی لُٹ گئی اپنی
کیا مزا دے گی اُس بہار کی بات

تذکرہ تھا نگاہ کا اُس کی
لوگ کرنے لگے خمار کی بات

حالِ دل کیا سُنائیں ہم خالدؔ
کیا کریں تم سے بے قرار کی بات

☆☆☆☆☆☆☆

کب گئیں بے قراریاں دل کی
ہیں وہی آہ و زاریاں دل کی

دن کو کرنا شمار زخموں کو
شب کو اختر شماریاں دل کی

بات کرتا ہے اپنے مطلب کی
نہ گئیں ہوشیاریاں دل کی

کھو دیا جو مِلا محبت میں
ہائے غفلت شعاریاں دل کی

اُس کی محفل میں کیسے میں جاتا
لے گئیں بے قراریاں دل کی

آج بے چین ہے بہت خالدؔ
ہو چکیں غم گساریاں دل کی

☆☆☆☆☆☆☆

دُنیائے دوستی میں کسی سے بھی کم نہیں
''ہم سے زمانہ ہے کہ زمانے سے ہم نہیں''

عاشق ہوئے تو ہم کو یہ احساس بھی ہوا
اِس غم سے بڑھ کے کوئی بھی دنیا میں غم نہیں

دل ٹکڑے ٹکڑے ہو کے فضا میں بکھر گیا
حیرت کی بات یہ ہے کہ کوئی آنکھ نم نہیں

ہم خود ہی درجہ بندی کے چکر میں پڑ گئے
ورنہ کوئی بھی عزت و حرمت میں کم نہیں

خالدؔ گدازِ قلب میّسر نہ ہو جسے
ایسا تو اِس جہان میں اہلِ قلم نہیں

☆☆☆☆☆☆☆

رہتا ہے ان دنوں تو بہت بے قرار دل
کرتا ہے جانے کس کا مگر انتظار دل

میرے خلوص، میری وفا کا تو ذکر کیا
قربان کرتا اُس پہ جو ہوتے ہزار دل

آ سیرِ باغ و کوچۂ دلدار کو چلیں
اپنا ہے ان دنوں میں بہت اعتبار دل

آباد کرنے پھر سے بیاباں بھی آ کبھی
سُونا پڑا ہوا ہے میرا اے یار دل

خالدؔ شعور و عقل کی چالاکیوں کو چھوڑ
کرنا پڑے گا تجھ کو بھی اب باوقار دل

☆☆☆☆☆☆☆

کوہِ غم تیرا دل پہ آن گِرا
یوں لگا سر پہ آسمان گِرا

بہہ نہ جاؤں کہیں میں دریا میں
نا خُدا یوں نہ بادبان گِرا

اِک قیامت سی مُجھ پہ ٹوٹ پڑی
جب مچان سے میں بے دھیان گِرا

میں نے اُس کو معاف کر ڈالا
جب وہ قدموں میں میرے آن گِرا

تیر بے کار ہو گئے سارے
کھا کے جب چوٹ، صاحبِ کمان گِرا

اُس کی جانب نہ دیکھ، اے خالدؔ
بزم میں یوں نہ اپنی شان گِرا

☆☆☆☆☆☆☆

مُجھ پہ آخر مہرباں ہو ہی گیا
دوست اپنا آسماں ہو ہی گیا

ہاں میں ہاں اُس کی ملاتے ہی رہے
فیصلہ کچھ درمیاں ہو ہی گیا

خار میرے پھول سب اُس کے ہوئے
اُس پہ راضی باغباں ہو ہی گیا

مُہر تھی گرچہ زباں پر، آنکھ نم
جو نہاں تھا وہ عیاں ہو ہی گیا

ابتداء میں گرچہ وہ برہم ہوا
ہوتے ہوتے ہم زباں ہو ہی گیا

اُس پہ خالدؔ، جان و دل سے مر مِٹے
پیار غم کی داستاں ہو ہی گیا

☆☆☆☆☆☆☆

اہلِ ساحل کو یوں عزمِ بیدار دو
ڈوبتی ناؤ کو بڑھ کے پتوار دو

یوں کرو تربیت تم نئے عہد کی
نوجوانوں کو اِک طبعِ خوددار دو

آج فہم و فراست بڑی چیز ہے
اپنی دانائی سے ہر عُدو مار دو

قافلے والے کرتے نہیں انتظار
جو ہیں آہستہ رو اُن کو رفتار دو

عصرِ حاضر کے فرماں رواؤں سے ہم
کچھ نہیں مانگتے، اذنِ گفتار دو

☆☆☆☆☆☆☆

اے شبِ غم رنگ تیرے ہیں ہزار
بے قراری ۔ نامرادی ۔ انتظار

آنسوؤں سے دل کا شیشہ دھو چکے
کم نہ ہو پایا مگر اُس کا غبار

بے وفا نے بھُول کر بدلا نہ طور
بے اثر تھا اُس پہ میرا حالِ زار

ختم ہو جائے گی بے چینی مری
ایک دن تو آئے گا دل کو قرار

دیکھنا تاریکیاں چھٹ جائیں گی
چھائے گا دل پہ مرے ابرِ بہار

لوگ کہتے ہیں مرے دن آئیں گے
اے خُدا کب تک کروں میں انتظار

☆☆☆☆☆☆☆

قافلے ہیں رواں بہاروں کے
بدلے انداز رہگزاروں کے

اپنے اپنے سے لوگ لگتے ہیں
اجنبی اجنبی دیاروں کے

جشن بے شک بجا سہی لیکن
جاؤ نزدیک سوگواروں کے

مدّتوں بعد میں سمجھ پایا
ڈھنگ تیرے حسیں اشاروں کے

اے زمانے یہ کیا ہوا آخر
روپ بدلے ہوئے ہیں یاروں کے

کیا غرض ہم کو دہر سے خالدؔ
ہم تو عاشق ہیں ماہ پاروں کے

☆☆☆☆☆☆☆

یہ سچ ہے کہ تُجھ سے میں بہت دور ہوں جاناں
نشّے میں ترے آج بھی مخمُور ہوں جاناں

کل بھی تھا ترے پیار میں لاچار یہاں میں
اِس دل کے سبب آج بھی مجبور ہوں جاناں

کل تک تو ترے پاس تھا نزدیک تھا تیرے
یہ بات الگ آج بہت دور ہوں جاناں

پہچانتے ہیں لوگ مُجھے نام سے تیرے
دُنیا میں ترے نام سے مشہور ہوں جاناں

میں تیرے حوالے سے منوّر ہوں جہاں میں
میں تیرے بنا جلوۂ بے نُور ہوں جاناں

اِک بندۂ ناچیز ہوں خالؔد ہے مرا نام
یہ کس نے کہا آپ سے مغرور ہوں جاناں

☆☆☆☆☆☆☆

وقت جب بھی آ پڑا ہے بے وفا پایا تُجھے
ہم نے اپنوں کی طرح لیکن ہے اپنایا تُجھے

تو ہی دولت ہے ہماری تو ہی مال و زر بھی ہے
زندگی میں کہہ رہے ہیں اپنا سرمایہ تُجھے

بات ہے شاید جہاں میں اپنے اپنے ظرف کی
خود تڑپ اُٹھے مگر پھر بھی نہ تڑپایا تجھے

تو مگر اِس سے نہ بہلا جان کا طالب ہوا
دل سا دے کر اِک کھِلونا ہم نے بہلایا تُجھے

بے وفائی حد سے گزری پوچھتا ہے کون ہوں
تیرا سودائی ہے خالدؔ اب تو یاد آیا تجھے

☆☆☆☆☆☆☆

جب ہوا تنہا بہت
پھر ہوا چرچا بہت

تکرار یوں اچھی نہیں
شکوہ کرو، تھوڑا بہت

ڈوب نہ جائے کوئی
چڑھ گیا دریا بہت

دور ہے منزل مِری
دشوار ہے رستہ بہت

یار ہے سب سے جُدا
اور ہے یکتا بہت

پیار ہے خالدؔ کا وہ
اس لئے اچھا بہت

☆☆☆☆☆☆☆

دل کی شادابی کا باعث وہ سراپا ہو گا
عشق اُفتادِ زمانہ کا مُداوا ہو گا

اُس کو پانے کے لئے خود کو گنوانا ہو گا
راستے میں بھی اِک آگ کا دریا ہو گا

دولتِ دنیا سے ہر چیز میّسر ہے یہاں
اُس نے بازار سے کیا کیا نہ خریدا ہو گا

میری ناکامی کا باعث مرا محبوب نہیں
مری بربادی تو یاروں کا روّیہ ہو گا

خالدؔ ہر طرح کے اسباب میّسر ہیں مگر
تیری دنیا میں فقط قحط وفا کا ہو گا

☆☆☆☆☆☆

جب بھی تیری گلی سے گُزرے ہیں
غمزدہ، خامشی سے گُزرے ہیں

کیا کریں اُنہیں بھُلا کر ہم
بن کے وہ اجنبی سے گُزرے ہیں

کُچھ کہا ہم سے، نہ سُنا ہم سے
اِس قدر بے رُخی سے گزرے ہیں

تابِ نظارہ اب نہیں باقی
نظر جھُکائے گلی سے گُزرے ہیں

پھر بھی تڑپا گئے مرے دل کو
گرچہ وہ سادگی سے گُزرے ہیں

نہ رکوع و قیام اور سجود
ہم عجب بندگی سے گُزرے ہیں

ہم حقیقت شناس ہیں خالدؔ
مرکزِ آگہی سے گزرے ہیں

☆☆☆☆☆☆☆

جس طرف دیکھا، وہاں موجود ہے
وہ مرا مالک، مرا معبود ہے

تیرے کوچے تک کوئی محدود ہے
راہِ اُلفت کس قدر مسدود ہے

عشق میں نقصان ہو سکتا نہیں
نہ زیاں ہے اس میں، نہ ہی سود ہے

چارہ گر یہ دردِ دل ہے لا علاج
کوششِ درماں تِری بے سود ہے

حق و باطل کی چھڑی ہے جنگ پھر
''دورِ ابراہیم ہے، نمرود ہے''

پوچھتے کیا ہو، ہماری دوڑ دھوپ
اُن کی گلیوں تک ہی یہ محدود ہے

کس لئے خالدؔ نصر گھبرا اُٹھے
غم نہیں میرا خدا موجود ہے

☆☆☆☆☆☆☆

دل میں یادوں کی باس رہنے دے
کُچھ تو مِلنے کی آس رہنے دے

خوشیوں کی مِے سے ہوں مخمور
چند لمحے اُداس رہنے دے

میں تُجھے کیسے بھول سکتا ہوں
ایسے وہم و قیاس رہنے دے

اپنی آنکھوں سے پونچھ لے آنسو
میرے ہونٹوں پہ پیاس رہنے دے

اپنے جلوؤں کا رُخ ابھی نہ بدل
آئینہ بے لباس رہنے دے

لے گیا ہے تو جان و دل اُس کے
کُچھ تو خالدؔ کے پاس رہنے دے

☆☆☆☆☆☆☆

تقدیر میں ہماری کوئی چارہ گر نہیں
یہ بھی نہیں کہ چارۂ دردِ جگر نہیں

دروازے شہر کے ہیں سبھی پر کھُلے ہوئے
لیکن ہمارے واسطے وا کوئی دَر نہیں

لُطفِ وصال دل وہ بھلا کیا اُٹھائے گا
جو آشنائے لذّتِ دردِ جگر نہیں

بے سُود و نامراد ہیں سب آہ و زاریاں
اُس دل پہ میری آہ کا بالکل اثر نہیں

بے تابیوں کا جانتا ہے ہر کوئی سبب
شاید اُسی کو حال کی میرے خبر نہیں

اُس کے نصیب میں ہے کہاں دید کا وصال
خالدؔ غمِ فراق میں جو آنکھ تر نہیں

☆☆☆☆☆☆☆

دور منزل ہے راستہ دشوار
کس طرح ہو گا اپنا بیڑا پار

ٹوٹنا چاہتی ہے اب توبہ
جھوم کر آ گیا ہے ابرِ بہار

بے قراری کا ہے وہی عالم
ملتفت ہی نہیں نگاہِ یار

عشق کا کھیل ہی نرالا ہے
جیت بھی ہے محبتوں میں ہار

گُل بداماں اُنہیں جو دیکھا ہے
اپنے دامن میں بھر لئے ہیں خار

ہم نے خالدؔ کو اپنے دیکھا ہے
ہر ادا اُس کی ہے جنوں آثار

☆☆☆☆☆☆☆

ہم کو نہیں منظور یہ انکار کی باتیں
کرنا ہے تو بس کیجئے اقرار کی باتیں

کُچھ حال سناؤ مرے محبوب کا یارو
لگتی ہیں بہت خوب مُجھے یار کی باتیں

یہ کام تو اُلفت میں ہے بس اہلِ جنوں کا
بزدل نہیں کرتے رسن و دار کی باتیں

کانٹے بھی گُلستاں میں ہیں کانٹوں کا بھی حق ہے
کرتے ہو فقط تم گُل و گُلزار کی باتیں

ہم لوگ کہاں اس کو سمجھ سکتے ہیں صاحب
سرکار کی باتیں تو ہیں سرکار کی باتیں

پروانے کا جل مِٹنا بڑی بات ہے خالدؔ
پر کون سُنے گا یہاں ایثار کی باتیں

☆☆☆☆☆☆☆

یہ سچ ہے حوادث کے مارے ہوئے ہیں
مگر ذکر ہر سُو ہمارے ہوئے ہیں

سرِ بزم امکاں، ہمی ہم ہیں ہر سُو
ہمیں عشق میں کب خسارے ہوئے ہیں

محبّت کی آتش میں جلنے سے پیہم
زمانے کے دُکھ دُور سارے ہوئے ہیں

اگر کچھ کہیں تو سزا بس ہے اتنی
عُدو اہل دنیا ہمارے ہوئے ہیں

تمہیں زندہ رہنا تھا دُنیا کی خاطر
مگر ہم تو پھر بھی تمہارے ہوئے ہیں

سبھی ہم سفر چھوڑتے جا رہے ہیں
رفیقِ سفر اب ستارے ہوئے ہیں

مرا حوصلہ اُن کا رہبر ہے خالدؔ
مرے ساتھ آئیں جو ہارے ہوئے ہیں

☆☆☆☆☆☆☆

دل سی بات نہ دیکھی اس میں پاس ہے لیکن پاس نہیں
اُس سے بچھڑنا بات الگ ہے کب اُس کا احساس نہیں

میں تو خیر غموں کا مارا پیار غموں سے کرتا ہوں
لیکن پیارے جنسِ وفا کی تُجھ میں بھی بو باس نہیں

تن کی پردہ پوشی کرنا رُت کی ایک ضرورت ہے
من کی پردہ داری کیوں ہے کیا اُس میں احساس نہیں

جیتے جی اُمید کا دامن مضبوطی سے تھامے ہیں
جب تک دم میں دم ہے اپنے، تب تک ہم بے آس نہیں

پوچھتے کیا ہو ہم سے خالؔد ہم کیوں اشک بہاتے ہیں
غم سے اپنی یاری ٹھہری خوشیاں ہم کو راس نہیں

☆☆☆☆☆☆☆

تیری گلی سے درد کا ساماں مِلا مُجھے
یوں حسرتوں کا اِک نیا طوفاں مِلا مُجھے

ہر رہِ گُزر پہ کانٹوں ہی کانٹوں کا ڈھیر تھا
رستہ جہاں میں ایک نہ آساں مِلا مُجھے

داماں ہر ایک کا ہی یہاں داغ دار تھا
بے داغ کوئی بھی تو نہ داماں مِلا مُجھے

منجدھار میں تو ڈولتی رہتی ہیں کشتیاں
یہ کیا کہ ساحلوں پہ بھی طوفاں مِلا مُجھے

خالدؔ تمام عمر ہی مصروف تھے یہاں
کارِ جہاں میں کھویا ہر انساں ملا مُجھے

☆☆☆☆☆☆☆

جس دن سے ہم اسیرِ جمالِ بُتاں ہوئے
خود اپنے پاس ہوتے ہوئے بھی کہاں ہوئے

اے دل بتا، وہ لوٹ کے آئیں گے کب بھلا
لمحات قربتوں کے جو وہم و گماں ہوئے

وہ جو مرے خیال سے کوسوں ہی دور تھے
قسمت تو میری دیکھئے، وہ مہرباں ہوئے

اے گردشِ ایّام، اُنہیں آ کے تو مِٹا
وہ فاصلے جو اُس کے مرے درمیاں ہوئے

دل میں ترے فراق سے جذبات سرد تھے
دیکھا تُجھے تو ولولے دل میں جواں ہوئے

وعدوں پہ جن کے ناز تھا، جانے کہاں گئے
جذبے تمام دل کے مرے بے زباں ہوئے

جو راز اپنے دل میں چھپائے ہوئے تھا میں
خالدؔ مری غزل سے وہ سب پر عیاں ہوئے

☆☆☆☆☆☆☆

کتنی گہما گہمی ہے، زندگی کے میلے ہیں
اِس بھرے زمانے میں ہم مگر اکیلے ہیں

بے ثبات دُنیا میں چار دن کی مہلت ہے
اِک ذرا سی مدّت میں کس قدر جھمیلے ہیں

آنسوؤں کے موسم میں آہ و غم میں ڈوبے ہیں
دل شکستہ لوگوں نے دُکھ بہت ہی جھیلے ہیں

عشق کے قبیلے سے، اُن کا ایک رشتہ ہے
یہ بھگت کسی کے ہیں اور کسی کے چیلے ہیں

ہم کو راہِ اُلفت میں، کُچھ نہیں ہوا حاصل
گرچہ مدتوں ہم نے کتنے پاپڑ بیلے ہیں

اب یہی اثاثہ ہیں اپنی زندگانی کا
کب خوشی مِلی خالؔد درد و غم ہی جھیلے ہیں

کارزارِ ہستی میں سخت جاں ہیں ہم خالؔد
زندگی کے طوفاں سے ہم سدا ہی کھیلے ہیں

☆☆☆☆☆☆☆

اپنا پتہ وہ مجھ کو بتا کر نہیں گیا
جاتے ہوئے مگر وہ رُلا کر نہیں گیا

کہتا تھا لوٹ آؤں گا وعدہ ہے یہ مرا
کب آئے گا حساب لگا کر نہیں گیا

جو کچھ تھا اُس کے دل میں مجھے سب بتا دیا
کوئی بھی بات مُجھ سے چھپا کر نہیں گیا

یہ اور بات جانے سے اُس کے ہوں غم زدہ
دانستہ وہ تو دل کو دُکھا کر نہیں گیا

خالدؔ میں مطمئن ہوں کہ آئے گا وہ ضرور
جھوٹا بہانہ کوئی بنا کر نہیں گیا

☆☆☆☆☆☆☆

اب جو آرام، دل و جاں ہے وہ تڑپائے گا بھی
آج اِس گھر میں آج مہماں ہے وہ کل جائے گا بھی

آج تو دیتا ہے بھر بھر کے تُجھے جام پہ جام
قطرے قطرے کو یہ ساقی تجھے ترسائے گا بھی

آ کہ تجھ بن در و دیوار ہیں خاموش مرے
یوں ہی تُو وعدہ کرے گا کہ کبھی آئے گا بھی

تُو زمانے میں کسی سے تو وفا کر کے دکھا
میں بُرا ہوں تو بھلا کوئی تجھے بھائے گا بھی

کب سے احساس پہ چھائے ہیں زمانے کے ستم
تو گھنی زلفوں کے بادل کہیں برسائے گا بھی

چاند اُترا ہے مِرے دل پہ تری یاد کے ساتھ
چاند کے ساتھ کبھی سامنے خود آئے گا بھی

خالدؔ ضمیر اُس کا آئینے کے روبرو ہے یوں
آئینہ دیکھ کے اِترائے تو شرمائے گا بھی

☆☆☆☆☆☆☆

جفاکار سے میں وفا چاہتا ہوں
وفاؤں کا اپنی صِلہ چاہتا ہوں

میں رہتا ہوں خاموش کچھ اس لئے بھی
خموشی جو حد سے سِوا چاہتا ہوں

مجھے اپنی محفل سے یوں مت نکالو
میں خود ہی یہاں سے اُٹھا چاہتا ہوں

اگرچہ مجھے پیار ہے اپنی جاں سے
عُدو میں ترا بھی بھَلا چاہتا ہوں

کہ جس سے شروع روشنی کا سفر ہو
میں دشتِ شبی میں دِیّا چاہتا ہوں

مرے دل میں اُن کی تمنّا ہے خالدؔ
کبھی پوچھ لیں کہ میں کیا چاہتا ہوں

☆☆☆☆☆☆☆

تم اپنا ذرا شیوۂ گفتار تو دیکھو
تنقید کا اپنی ذرا معیار تو دیکھو

دیکھو تو ذرا صبر و تحمّل مرے دل کا
جو تم نے دیا دل کو وہ آزار تو دیکھو

اِک بھیڑ ہے، سچ بولنے والوں کی وہاں پر
تم اونچی نظر کر کے سرِدار تو دیکھو

تعمیر کے کاموں کو، یہ رکھتے ہیں پسِ پُشت
اِس سوئی ہوئی قوم کے معمار تو دیکھو

ہنستے ہیں، مِرے زخم کی گہرائی پہ ناداں
سفّاک ہیں کتنے، مِرے غمخوار تو دیکھو

یہ آخری منظر بھی ہو، محفوظ نظر میں
طوفاں میں گھِرے ہو، ذرا اُس پار تو دیکھو

اُس شخص پہ دعویٰ ہے، جو امکاں میں نہیں ہے
خالدؔ کی ذرا جراتِ اظہار تو دیکھو

☆☆☆☆☆☆

غم میں تیری خوشی مِلا دی ہے
زندگی معتدل بنا دی ہے

راستہ ہی نظر نہیں آتا
کس نے دیوار سی اُٹھا دی ہے

حاصلِ عمر، اب نہیں کُچھ بھی
یاد تیری تھی، سو بھُلا دی ہے

بات چھیڑی ہے پھر محبت کی
آج شعلوں کو پھر ہوا دی ہے

گردشِ دوراں کیا بگاڑے گی
میرا دل تو غموں کا عادی ہے

چولی دامن کا ساتھ ہے صاحب
غم کے صحرا میں دل کی وادی ہے

میرے خالدؔ تمہاری عُمر دراز
میری ماں نے مُجھے دعا دی ہے

☆☆☆☆☆☆

سچ بولنے کی میں تو سزا کاٹتا رہا
یوں زندگانی اُس کے سوا کاٹتا رہا

ہے زندگی کی ڈور کسی اور ہاتھ میں
ایسا لگا، عذابِ وفا کاٹتا رہا

دل میں تو حسرتوں کا سمندر ہے موجزن
ظاہر میں آرزو کا گلا کاٹتا رہا

ہر سمت دیکھتا ہوں میں، ہنگامۂ حیات
اُلجھے سفر میں آبلہ پا کاٹتا رہا

کُچھ اِس طرح کٹے ہیں، مری زندگی کے دن
مہر و وفا کی ایک رِدا کاٹتا رہا

خالدؔ میرا نصیب بھی کتنا عجیب ہے
جانے میں کس کئے کا صِلہ کاٹتا رہا

☆☆☆☆☆☆☆

دلچسپی جن کو کُچھ بھی نہیں میری ذات میں
تکرار کر رہے ہیں مِری بات بات میں

اس جستجو میں زندگی ساری گزار لی
تجھ سا حسیں کوئی نہیں کائنات میں

گرچہ کرم گُسار ہوا مُجھ پہ بار بار
کُچھ بے رُخی کا رنگ بھی تھا التفات میں

آزاد بھی ہیں اور کُچھ من مانیاں بھی ہیں
کہنے کو ہیں پڑے ہوئے قیدِ حیات میں

سُنتے ہیں بے دلی سے ہی، سب میری بات کو
شامل مبالغہ نہ ہو گر واقعات میں

دل جیتنے کی بات بھی خالؔد درست ہے
لیکن مزا کُچھ اور ہے اُلفت کی مات میں

☆☆☆☆☆☆☆

خیالِ ترکِ تمنا کروں تو کیسے کروں
میں دردِ دل کا مُداوا کروں تو کیسے کروں

تمہارے دل کو کروں آشنائے رسمِ وفا
یہ سوچتا ہوں کہ ایسا کروں تو کیسے کروں

جسے خبر ہی نہیں رسم و راہِ اُلفت کی
میں اُس سے کوئی تقاضا کروں تو کیسے کروں

قسم خُدا کی وہ میرا ہے، صرف میرا ہے
کسی کو اور گوارہ کروں تو کیسے کروں

نہیں ہے کوئی بھی پرواہ مجھے زمانے کی
جو پاسِ خاطرِ دُنیا کروں تو کیسے کروں

تری وفا سے ہے خالدؔ، عزیز تیری جفا
تیری جفا کا میں شکوہ کروں تو کیسے کروں

☆☆☆☆☆☆☆

بكر أبو شلبي

الأعمال الكاملة